چھٹی کے مزے اور فائدے

محمد رفیع انصاری
'المدنی کمپلیکس' 734 بھوسار محلّہ، بھیونڈی، ضلع تھانے، مہاراشٹر

بچو! آج ہم تمھیں 'چھٹّی' کے بارے میں چند کام کی باتیں بتلاتے ہیں۔

چھٹّی کا مطلب ہے، فرصت، فراغت، تعطیل، کام سے رُخصت وغیرہ۔ یہ لفظ برطرفی، آزادی اور رہائی کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ کسی کو نوکری سے نکالتے ہوئے اگر مالک کہے کہ ''جاؤ بھئی! آج سے تمھاری چھٹّی''۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آج سے تم نوکری سے آزاد ہوگئے۔ چھٹّی کی بات آتی ہے تو جانکار ایک شعر ضرور پڑھتے ہیں:

مکتبِ عشق کا دستور نرالا دیکھا
اُس کو چھٹّی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

سبق یاد کرنے پر بالعموم چھٹّی مل جاتی ہے، لیکن عشق کا مکتب نرالا ہے۔ چونکہ وہاں ہر کام معمول کے خلاف ہوا کرتا ہے، اس لیے سبق یاد ہونے پر بھی چھٹّی نہ ملے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ خیر آیئے کام کی بات کرتے ہیں۔ ہم یہ کہہ رہے تھے کہ 'چھٹّی' کی بڑی اہمیت ہے۔ جتنی تمھارے نزدیک ہے اُتنی ہی ہمارے نزدیک بھی ہے۔ جب ہم بچے تھے تو چھٹّی کا انتظار ویسے ہی کرتے تھے جیسا کہ ان دنوں ہمارے بچوں کے بچے کرتے ہیں۔ چھٹّی چاہے ایک دن کی ہو یا زیادہ دنوں کی، ہوتی بہر حال مزے دار ہے، لیکن سالانہ امتحانات کے بعد جو چھٹّی ملتی ہے، اُس کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے۔

یہ تو تم جانتے ہو کہ چھٹّی ملنے سے پہلے امتحانات سے ملنا ہوتا ہے۔ یہ ملنا پھسڈیوں کے لیے آسان نہیں ہوتا۔ وہی امتحانات کے بارے میں شور مچاتے اور غلط فہمی پھیلاتے ہیں۔ پڑھنے والے تو امتحانات کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں۔ ویسے یہ بات بھی سچ ہے کہ امتحانات کے آنے سے پہلے بچے جس کیفیت میں مبتلا ہوتے ہیں اُسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ہم جب بچے تھے تو امتحان کے نام سے کانپ اٹھتے تھے۔ سوچتے تھے کہ یہ مرحلہ آخر کیسے طے ہوگا، لیکن جب امتحان آکے گزر جائے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ تو کچھ خاص مشکل نہ تھا۔ ہم خواہ مخواہ ہی پریشان تھے۔ معلوم ہوا کہ امتحان سے بُرا امتحان کا خوف ہوتا ہے۔ اس لیے چھوٹے بڑے امتحانات سے ڈرنا نہیں چاہیے۔ بلکہ اس کا پورے ہوش وحواس کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیے۔ حواس کھو دینے سے بڑے نقصانات

ہوتے ہیں۔ دوسری بات کہ ہمیں محنت سے جی نہیں چرانا چاہیے۔

بچو! پڑھائی کی مشکل کو آسان بنانے کے لیے اسکول کھلتے ہی پڑھائی شروع کر دینا سمجھداری ہے۔ اگر پاس میں اپنی جماعت (کلاس) کی ساری کتابیں اور بیاضیں ہوں تو ان سے بڑی مدد ملتی ہے۔ ان سے روزانہ نہ سہی اکثر ملتے رہنا چاہیے۔ کتابوں سے دوستی رکھنے کے فائدے امتحان کے دنوں میں ملتے ہیں۔ امتحان ہال میں کتابوں کی یاد کی ہوئی باتیں منزل کا راستہ دکھاتی اور حوصلہ بڑھاتی ہیں۔ یاد رہے کہ امتحانات کے بعد نتائج ظاہر ہونے کا درمیانی وقفہ بڑا اہم ہوتا ہے۔ چھوٹی جماعتوں کے بچوں کے لیے یہ وقفہ مختصر، لیکن دسویں اور بارہویں جماعتوں کے لیے یہ وقفہ قدرے طویل ہوتا ہے۔ اس کو لمبی تعطیل کہتے ہیں۔

یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ چھٹیوں کے لیے کبھی اعلان کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اتوار کی چھٹّی کا اعلان کبھی نہیں ہوتا، مگر اُس دن کوئی اسکول بھی نہیں جاتا۔ اگر تم کسی دن اسکول پہنچ جاؤ اور پتہ چلے کہ آج چھٹی ہے تو کہو کیسا لگے گا؟ پڑھنے لکھنے سے بھاگنے والوں کو یہ بہت اچھا لگتا ہے، مگر پڑھائی کرنے والوں کو (کچھ زیادہ) اچھا نہیں لگتا۔ ہمارے ایک دوست کالج میں بہت کم آتے تھے۔ جب آتے اچھے لباس زیبِ تن کر کے خوشبو لگا کر اور پالش کیے ہوئے جوتے پہننا ضروری سمجھتے تھے۔ ایک دن وہ سوٹ بوٹ پہن کر آئے، لیکن جب کالج کے دروازے پر تالا لگا ہوا دیکھا تو انھیں اتنا بُرا لگا کہ پھر انھوں نے کالج آنا ہی چھوڑ دیا۔ جو لوگ یہ تماشا دیکھ رہے تھے انھوں نے اس بات کا خوب چرچا کیا، لیکن ہمارے بیچارے دوست پر جو گزری اُس کا کسی کو اندازہ نہیں ہوا۔ پڑھنے والے بچے شوق سے روزانہ اسکول جاتے ہیں اور چھٹّیوں کے صبح کی شام کی اہمیت بھی خوب سمجھتے ہیں۔۔

ایک مزے کی بات بتائیں۔ بچوں کو چھٹّی ملتے ہی پوری دُنیا کو خبر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اسکول بند ہوتے ہی گلی، کوچوں، تنگ راستوں اور عمارتوں کی چھتوں پر کرکٹ کا کھیل شروع ہو جاتا ہے۔ اس میں چھوٹے بڑے (بچے) بلا تکلف حصہ لیتے ہیں۔ کرکٹ کے اس کھیل میں بلے سے زیادہ گیند خطرناک ہوتی ہے۔ گیند کھڑکی کے شیشے توڑنے میں ذرا بھی تکلف نہیں کرتی۔ چھٹّیوں کے دوران بعض والدین کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان کے گھر کے (شریر) بچے گھر کے باہر کھیلیں اور اُن کے بجائے دوسروں کی ناک میں دم کریں۔ یہ کوئی اچھی علامت نہیں۔ اس سے جھگڑے کو ہوا ملتی ہے۔ گرمی کے موسم میں یہ گرم ہوا بہت جلد آگ پکڑ لیتی ہے۔ اپنے آرام کے لیے اپنے پڑوسیوں کا آرام، غارت کرنا کوئی اچھی بات نہیں۔ بچوں اور بڑوں کی ان تکلیفوں کو حل کرنا بھی ضروری ہے۔ اِس کا کیا حل ہے؟

یہ بات صحیح ہے کہ سال بھر اسکول میں پڑھ لکھ کر (بے چارے) بچے اکتائے رہتے ہیں۔ان کی صحت کے لیے آب و ہوا کی تبدیلی ضروری ہوتی ہے۔ ورنہ ان کے باغی ہونے کا ڈر لگا رہتا ہے۔اس لیے والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کی تفریح کا مناسب انتظام کریں۔انھیں کرکٹ کھیلنے دیں،مگر میدان میں....مردِ میدان بننے کے لیے (چاہے کرکٹ ہی کا کیوں نہ ہو) 'میدان' ضروری ہے۔آبادی کے جنگل میں اب میدان مشکل سے دکھائی دیتے ہیں۔بڑوں کو چاہیے کہ وہ بچوں کے کھیل کود کی خاطر مناسب بندوبست کریں۔

یہ سوچنا صرف بڑوں کا کام ہے

یہ چھٹیاں بھی بڑی عجیب ہیں۔کام کے یعنی پڑھائی کے دنوں میں یہ بہت یاد آتی ہیں،لیکن کیا چھٹیوں کے دنوں میں پڑھائی بھی یاد آتی ہے؟ یہ ایک اہم سوال ہے۔ ہم اس بارے میں کیا بولیں،تم خود سے یہ سوال کرو تو اچھا۔چھٹیوں کے دنوں میں مصوری ،کمپیوٹر اور سائیکل سیکھنا بھی اچھا ہے۔سچ پوچھو تو سائیکل سیکھنے کے یہی دن ہیں۔پھر نہ اس کا موقع ملتا ہے اور نہ جی چاہتا ہے۔سائیکل سیکھنے والا کبھی اسے بھولتا نہیں۔ وقت آنے پر وہ سائیکل چلا کر بتا سکتا ہے۔اچھی عادت ڈالنے کے لیے بھی چھٹیاں بڑی کارگر ثابت ہوتی ہیں۔صبح کی بیداری جسے سحر خیزی کہتے ہیں، بہت اچھی عادت ہے۔اس سے عبادت کرنے کا شوق بھی پیدا ہوتا ہے۔جو بچے عبادت کے عادی ہو جائیں، ان کی زندگی سنور جاتی ہے۔اپنے ذوق وشوق کو پروان چڑھانے میں بھی چھٹیاں مدد کرتی ہیں۔اردو کے ایک بڑے شاعر سے جب پوچھا گیا کہ آپ نے شاعری کب شروع کی،تو ان کا جواب تھا،شاعری میں نے دسویں جماعت سے شروع کی۔ دسویں کا امتحان دینے کے بعد جو طویل چھٹیاں ملیں اُس میں میں نے شاعری کی خوب مشق کی،اس طرح میں کہنہ مشق یعنی ماہر ہوگیا۔

آج کا زمانہ بڑا ترقی یافتہ ہے۔زندگی کا ایک ایک پل قیمتی ہے۔اس پل کو یادگار بنانے کی کوشش بچپن ہی سے ہو تو اچھا....بچے اگر چھٹیوں سے وقت کی قدر کرنے کی ابتدا کریں تو اور بھی اچھا۔جب تم چھٹیوں کو مفید کاموں میں لگا دو گے تو اس کے کئی فائدے ہوں گے۔تمھیں اچھے کاموں میں مصروف دیکھ کر تمھارے والدین کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملے گی۔ پھر وہ تمھیں دعائیں دیں گے۔انہی دعاؤں کی بدولت تمھارا ذوق وشوق پروان چڑھے گا اور انشاء اللہ پھر تم ترقی پر ترقی کرتے چلے جاؤ گے۔

اور ایک بات کہوں، ذرا غور سے سنو، دیکھو بچو! یہ ٹی وی،فلمیں، بے جا گپ بازیاں، کانوں پر لگے ہیڈ فون اور ہاتھوں میں جے اسمارٹ فون ہر وقت اچھے نہیں لگتے.....ہے نا۔اچھا اب تم چھٹّی مناؤ اور ہماری چھٹّی کرو۔

○○